مولانا محمد عمر انور
استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

استخارہ سنت کے مطابق کیجیے

خیر اور بھلائی طلب کرنا: استخارہ کا مطلب ہے کسی معاملے میں خیر اور بھلائی کا طلب کرنا، یعنی روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے اپنے ہر جائز کام میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور اللہ سے اس کام میں خیر، بھلائی اور رہنمائی طلب کرنا، استخارہ کے عمل کو یہ سمجھنا کہ اس سے کوئی خبر مل جاتی ہے تو یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے جس کی وجہ سے کئی غلط فہمیوں نے جنم لیا جن کا تفصیل سے تذکرہ آگے آرہا ہے، استخارہ ایک مسنون عمل ہے، جس کا طریقہ اور دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث میں منقول ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہر کام سے پہلے اہمیت کے ساتھ استخارے کی تعلیم دیا کرتے تھے، حدیث کے الفاظ پر غور فرمایئے حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اذا هم احدكم بالامر فليركع ركعتين من غير الفريضة [بخاری]

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص کسی بھی کام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ فرض نماز کے علاوہ دو رکعت نفل پڑھے۔

استخارہ حدیث نبوی کی روشنی میں:

۱- عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة فى الامور كلها كما يعلمنا سورة من القرآن [ترمذی]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تمام کاموں میں استخارہ اتنی اہمیت سے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔

استخارہ نہ کرنا محرومی اور بدنصیبی ہے ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۲- من شقوة ابن آدم تركه استخارة الله [مجمع الاسانید]

یعنی اللہ تعالیٰ سے استخارہ کا چھوڑ دینا اور نہ کرنا انسان کے لیے بدبختی اور بدنصیبی میں شمار ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

۳- عن سعد بن وقاص عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من سعادة ابن ادم استخارته من

الله و من شقاوته ترک الاستخارة و من سعادة ابن ادم رضاه بما قضاه الله ومن شقوة ابن ادم سخطه بما قضی الله۔ [مشکوۃ]

ترجمہ: انسان کی سعادت اور نیک بختی یہ ہے کہ اپنے کاموں میں استخارہ کرے اور بدنصیبی یہ ہے کہ استخارہ کو چھوڑ بیٹھے، اور انسان کی خوش نصیبی اس میں ہے کہ اس کے بارے میں کیے گئے اللہ کے ہر فیصلے پر راضی رہے اور بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ کے فیصلے پر ناراضگی کا اظہار کرے۔

استخارہ کرنے والا ناکام نہیں ہوگا: ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۴۔ ما خاب من استخار وما ندم من استشار [طبرانی]

یعنی جو آدمی اپنے معاملات میں استخارہ کرتا ہو وہ کبھی ناکام نہیں ہوگا اور جو شخص اپنے کاموں میں مشورہ کرتا ہو اس کو کبھی شرمندگی یا پچھتاوے کا سامنا نہ کرنا پڑے گا کہ میں نے یہ کام کیوں کیا؟ یا میں نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟، اس لیے کہ جو کام کیا وہ مشورہ کے بعد کیا اور اگر نہیں کیا تو مشورہ کے بعد نہیں کیا، اس وجہ سے وہ شرمندہ نہیں ہوگا۔

اس حدیث میں جو یہ فرمایا کہ استخارہ کرنے والا ناکام نہیں ہوگا، مطلب اس کا یہ کہ انجام کے اعتبار سے استخارہ کرنے والے کو ضرور کامیابی ہوگی، چاہے کسی موقع پر اس کے دل میں یہ خیال بھی آجائے کہ جو کام ہوا وہ اچھا نہیں ہوا، لیکن اس خیال کے آنے کے باوجود کامیابی اسی شخص کو ہوگی جو اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا رہے، اسی طرح جو شخص مشورہ کر کے کام کرے گا وہ کبھی پچھتائے گا نہیں، اس لیے کہ خدانخواستہ اگر وہ کام خراب بھی ہوگیا تو اس کے دل میں اس بات کی تسلی ہوگی کہ میں نے یہ کام اپنی خودرائی اور اپنے بل بوتے پر نہیں کیا تھا بلکہ اپنے دوستوں اور بڑوں سے مشورہ کے بعد کیا تھا ، اب آگے اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے کہ وہ جیسا چاہیں فیصلہ فرمادیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتوں کا مشورہ دیا ہے کہ جب بھی کسی کام میں کشمکش ہو تو دو کام کرلیا کرو، ایک استخارہ اور دوسرے استشارہ یعنی مشورہ۔

استخارہ کا مقصد محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

''واضح ہو کہ استخارۂ مسنونہ کا مقصد یہ ہے کہ بندے کے ذمے جو کام تھا وہ اس نے کرلیا اور اپنے آپ کو حق تعالیٰ کے علم محیط اور قدرت کاملہ کے حوالہ کردیا، گویا استخارہ کرنے سے بندہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگیا، ظاہر ہے کہ اگر کوئی انسان کسی تجربہ کار عاقل اور شریف شخص سے مشورہ کرنے جاتا ہے تو وہ شخص صحیح مشورہ ہی دیتا ہے اور اپنی مقدور کے مطابق اس کی اعانت بھی کرتا ہے، گویا استخارہ کیا ہے؟ حق تعالیٰ سے مشورہ لینا ہے، اپنی درخواست استخارہ کی شکل میں پیش کردی، حق تعالیٰ سے بڑھ کر کون رحیم و کریم ہے؟ اس کا کرم بے نظیر ہے، علم کامل ہے اور قدرت بے عدیل ہے، اب جو صورت انسان کے حق میں مفید ہوگی، حق تعالیٰ اس کی توفیق دے گا، اس کی رہنمائی فرمائے گا، پھر نہ سوچنے کی ضرورت، نہ خواب میں نظر آنے کی حاجت، جو اس کے حق میں خیر ہوگا وہی ہوگا، چاہے اس کے علم میں اس کی

بھلائی آئے یا نہ آئے، اطمینان وسکون فی الحال حاصل ہو یا نہ ہو، ہوگا وہی جو خیر ہوگا، یہ ہے استخارہ مسنونہ کا مطلوب !اسی لئے تمام امت کے لئے تاقیامت یہ دستور العمل چھوڑا گیا ہے''۔ [دور حاضر کے فتنے اور ان کا علاج]

استخارہ کی حکمت: حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں استخارہ کی دو حکمتیں بیان فرمائیں ہیں:

۱-فال نکالنے سے نجات اور اس کی حرمت

۱-پہلی حکمت یہ کہ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب کوئی اہم کام کرنا ہوتا مثلاً سفر یا نکاح یا کوئی بڑا سودا کرنا ہوتا تو وہ تیروں کے ذریعے فال نکالا کرتے تھے، یہ تیر کعبہ شریف کے مجاور کے پاس رہتے تھے، ان میں سے کسی تیر پر لکھا ہوتا ''امرنی ربی'' (میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے) اور کسی پر لکھا ہوتا ''نھانی ربی'' (میرے رب نے مجھے منع کیا ہے) اور کوئی تیر بے نشان ہوتا، اس پر کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا تھا، مجاور تھیلا ہلا کر فال طلب کرنے والے سے کہتا کہ ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکال لے، اگر ''امرنی ربی'' (کام کے حکم) والا تیر نکلتا تو وہ شخص کام کرتا اور ''نھانی ربی'' (کام سے منع) والا تیر نکلتا تو وہ کام سے رک جاتا اور بے نشان تیر ہاتھ میں آتا تو دوبارہ فال نکالی جاتی، سورۃ مائدہ آیت نمبر ۳ کے ذریعے اس کی حرمت نازل ہوئی، اور حرمت کی دو وجہیں ہیں:

۱-یہ ایک بے بنیاد عمل ہے اور محض اتفاق ہے، جب بھی تھیلے میں ہاتھ ڈالا جائے گا تو کوئی نہ کوئی تیر ضرور ہاتھ آئے گا۔

۲-اس طرح سے فال نکالنا یہ اللہ تعالیٰ پر افترا اور جھوٹا الزام ہے، اللہ تعالیٰ نے کہاں حکم دیا ہے اور کب منع کیا ہے؟ اور اللہ پر افترا حرام ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فال کی جگہ استخارہ کی تعلیم دی ہے، اس میں حکمت یہ ہے کہ جب بندہ رب علیم سے رہنمائی کی التجا کرتا ہے تو اپنے معاملے کو اپنے مولیٰ کے حوالے کر کے اللہ کی مرضی معلوم کرنے کا شدید خواہش مند ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دروازے پر جا پڑتا ہے اور اس کا دل ملتجی ہوتا ہے تو ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی رہنمائی اور مدد نہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیضان کا باب کشادہ ہوتا ہے، اور اس پر معاملہ کا راز کھولا جاتا ہے، چنانچہ استخارہ محض اتفاق نہیں ہے، بلکہ اس کی مضبوط بنیاد ہے۔

۲-فرشتوں سے مشابہت ۲-دوسری حکمت یہ کہ استخارہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان فرشتہ صفت بن جاتا ہے، استخارہ کرنے والا اپنی ذاتی رائے سے نکل جاتا ہے اور اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر دیتا ہے، اس کی بہیمیت (حیوانیت) ملکیت (فرشتہ صفتی) کی تابع داری کرنے لگتی ہے اور وہ اپنا رخ پوری طرح اللہ کی طرف جھکا دیتا ہے تو اس میں فرشتوں کی سی خو بو پیدا ہو جاتی ہے، ملائکہ الہام ربانی کا انتظام کرتے ہیں اور جب ان کو الہام ہوتا ہے تو وہ داعیہ ربانی سے اس معاملے میں اپنی سی پوری کوشش خرچ کرتے ہیں، ان میں کوئی داعیہ نفسانی نہیں ہوتا، اسی طرح

جو بندہ بکثرت استخارہ کرتا ہے وہ رفتہ رفتہ فرشتوں کے مانند ہو جاتا ہے، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :ملائکہ کے مانند بننے کا یہ ایک تیر بہدف مجرب نسخہ ہے جو چاہے آزما کر دیکھے۔[حجۃ اللہ البالغۃ]

استخارہ کا مسنون اور صحیح طریقہ سنت کے مطابق استخارہ کا سیدھا سادہ اور آسان طریقہ یہ ہے کہ دن رات میں کسی بھی وقت [بشرطیکہ وہ نفل کی ادائیگی کا مکروہ وقت نہ ہو] دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں، نیت یہ کرے کہ میرے سامنے یہ معاملہ یا مسئلہ ہے، اس میں جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو، اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرما دیں۔

سلام پھیر کر نماز کے بعد استخارہ کی وہ مسنون دعا مانگیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی ہے، یہ بڑی عجیب دعا ہے، اللہ جل شانہ کے نبی ہی یہ دعا مانگ سکتے ہے اور کسی کے بس کی بات نہیں، کوئی گوشہ زندگی کا اس دعا میں نبی ﷺ نے چھوڑا نہیں، اگر انسان ایڑی چوٹی کا زور لگا لیتا تو بھی ایسی دعا کبھی نہ کر سکتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمائی، اگر کسی کو دعا یاد نہ ہو تو کوئی بات نہیں کتاب سے دیکھ کر یہ دعا مانگ لے، اگر عربی میں دعا مانگنے میں دقت ہو رہی ہو تو ساتھ ساتھ اردو میں بھی یہ دعا مانگے، بس! دعا کے جتنے الفاظ ہیں، وہی اس سے مطلوب و مقصود ہیں، وہ الفاظ یہ ہیں:

استخارہ کی مسنون دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ ، وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ، وَ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ ، فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ ، وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ .اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِہٖ وَ اٰجِلِہٖ ، فَاقْدِرْہُ لِیْ ، وَ یَسِّرْہُ لِیْ ، ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِہٖ وَ اٰجِلِہٖ ، فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ ، وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ. [بخاری، ترمذی]

دعا کرتے وقت جب "ھذا الامر" پر پہنچے [جس کے نیچے لکیر بنی ہے] تو اگر عربی جانتا ہے تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کرے یعنی "ھذا الامر" کی جگہ اپنے کام کا نام لے، مثلاً "ھذا السفر" یا "ھذا النکاح" یا "ھذہ التجارۃ" یا "ھذا البیع" کہے، اور اگر عربی نہیں جانتا تو "ھذا الامر" ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کے بارے میں سوچے اور دھیان دے جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے۔

استخارہ کی دعا کا مطلب و مفہوم: اے اللہ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے خیر اور بھلائی طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر میں اچھائی پر قدرت طلب کرتا ہوں، آپ غیب کو جاننے والے ہیں۔

اے اللہ! آپ علم رکھتے ہیں میں علم نہیں رکھتا، یعنی یہ معاملہ میرے حق میں بہتر ہے یا نہیں، اس کا علم آپ کو ہے، مجھے نہیں، اور آپ قدرت رکھتے ہیں اور مجھ میں قوت نہیں۔

یا اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے) میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین کے لیے بھی بہتر ہے، میری معاش اور دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور میرے فوری نفع کے اعتبار سے اور دیرپا فائدے کے اعتبار سے بھی تو اس کو میرے لیے مقدر فرما دیجیے اور اس کو میرے لیے آسان فرما دیجیے اور اس میں میرے لیے برکت پیدا فرما دیجیے۔

اور اگر آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کر رہا ہے) میرے حق میں برا ہے، میرے دین کے حق میں برا ہے یا میری دنیا اور معاش کے حق میں برا ہے یا میرے انجام کار کے اعتبار سے برا ہے، فوری نفع اور دیرپا نفع کے اعتبار سے بھی بہتر نہیں ہے تو اس کام کو مجھ سے پھیر دیجیے اور مجھے اس سے پھیر دیجیے اور میرے لیے خیر مقدر فرما دیجیے جہاں بھی ہو، یعنی اگر یہ معاملہ میرے لیے بہتر نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دیجیے اور اس کے بدلے جو کام میرے لیے بہتر ہو اس کو مقدر فرما دیجیے، پھر مجھے اس پر راضی بھی کر دیجیے اور اس پر مطمئن بھی کر دیجیے۔ [اصلاحی خطبات]

استخارہ کتنی بار کیا جائے؟ حضرت انسؓ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ انس! جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کرو، پھر اس کے بعد (اس کا نتیجہ) دیکھو، تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے، یعنی استخارے کے نتیجے میں بارگاہ حق کی جانب سے جو چیز القاء کی جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لیے وہی بہتر ہے۔ [مظاہر حق]

بہتر یہ ہے کہ استخارہ تین سے سات دن تک پابندی کیساتھ متواتر کیا جائے، اگر اسکے بعد بھی تذبذب اور شک باقی رہے تو استخارہ کا عمل مسلسل جاری رکھے، جب تک کسی ایک طرف رجحان نہ ہو جائے کوئی عملی اقدام نہ کرے، اس موقعہ پر اتنی بات سمجھنی ضروری ہے کہ استخارہ کرنے کیلئے کوئی مدت متعین نہیں حضرت عمرؓ نے جو ایک ماہ تک استخارہ کیا تھا تو ایک ماہ بعد آپ کو شرح صدر ہو گیا تھا اگر شرح صدر نہ ہوتا تو آپ آگے بھی استخارہ جاری رکھتے۔ [رحمۃ اللہ الواسعۃ]

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''دعائے استخارہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعائے خیر کرتا رہے، استخارہ کرنے کے بعد ندامت نہیں ہوتی اور یہ مشورہ کرنا نہیں ہے، کیونکہ مشورہ تو دوستوں سے ہوتا ہے، استخارہ سنت عمل ہے، اسکی دعا مشہور ہے، اسکے پڑھ لینے سے سات روز کے اندر اندر قلب میں ایک رجحان پیدا ہو جاتا ہے اور یہ خواب میں کچھ نظر آنا، یا یہ قلبی رجحان حجت شرعیہ نہیں ہیں کہ ضرور ایسا کرنا ہی پڑے گا، اور یہ جو دوسروں سے استخارہ کرایا کرتے ہیں، یہ کچھ نہیں ہے، بعض لوگوں نے عملیات مقرر کر لیے ہیں دائیں طرف یا بائیں طرف گردن پھیرنا یہ سب غلط ہیں، ہاں دوسروں سے کرالینا گناہ تو نہیں لیکن اس دعا کے الفاظ ہی ایسے ہیں کہ خود کرنا چاہیے''۔ [مجالس مفتی اعظم]

استخارہ کا نتیجہ اور مقبول ہونے کی علامت' استخارہ سے کس طرح رہنمائی ملے گی؟

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ استخارہ کا صرف اتنا اثر ہوتا ہے کہ جس کام میں تردد اور شک ہو کہ یوں کرنا بہتر ہے یا یوں؟ یا یہ کرنا بہتر ہے یا نہیں؟ تو استخارے کے مسنون عمل سے دو فائدے ہوتے ہیں:

۱- دل کا کسی ایک بات پر مطمئن ہو جانا۔ ۲- اور اس مصلحت کے اسباب میسر ہو جانا۔

تاہم اس میں خواب آنا ضروری نہیں۔ [اصلاح انقلاب امت]

استخارہ میں صرف یکسوئی کا حاصل ہونا استخارہ کے مقبول ہونے کی دلیل ہے، اس کے بعد اس کے مقتضیٰ پر عمل کرے، اگر کئی مرتبہ استخارہ کے بعد بھی یکسوئی اور کسی ایک جانب اطمینان نہ ہو تو استخارہ کے ساتھ ساتھ استشارہ بھی کرے یعنی اس کام میں کسی سے مشورہ بھی لے لیکن استخارہ میں ضروری نہیں کہ یکسوئی ہو ہی کرے۔ [الکلام الحسن]

بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ استخارہ کرنے کے بعد خود انسان کے دل کا رجحان ایک طرف ہو جاتا ہے، بس جس طرف رجحان ہو جائے وہ کام کر لے، اور بکثرت ایسا رجحان ہو جاتا ہے، لیکن بالفرض اگر کسی ایک طرف رجحان نہ بھی ہو بلکہ دل میں کشمکش موجود ہو تو بھی استخارہ کا مقصد حاصل ہو گیا، اس لیے کہ بندہ کے استخارہ کرنے کے بعد اللہ تعالی وہی کرتے ہیں جو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے، اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں پھر وہی ہوتا ہے جس میں بندے کے لیے خیر ہوتی ہے اور اس کو پہلے سے معلوم بھی نہیں ہوتا، بعض اوقات انسان ایک راستے کو بہت اچھا سمجھ رہا ہوتا ہے لیکن اچانک رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالی اس کو اس بندے سے پھیر دیتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالی استخارہ کے بعد اسباب ایسے پیدا فرما دیتے ہیں کہ پھر وہی ہوتا ہے جس میں بندے کے لیے خیر ہوتی ہے، اب خیر کس میں ہے؟ انسان کو پتہ نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالی فیصلہ فرما دیتے ہیں۔

بس استخارہ کی حقیقت اتنی سی ہے کہ دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگ لی، پھر آگے جو ہوگا اسی میں خیر ہے، کام ہو گیا تو خیر! نہیں ہوا تو خیر! دل جس طرف متوجہ ہو جائے اور جس کے اسباب پیدا ہو رہے ہوں یقین کر لیں کہ یہی میرے لیے بہتر ہے اور اگر دل کی توجہ ہٹ گئی یا اسباب پیدا نہیں ہوئے یا اسباب موجود تھے مگر استخارہ کے بعد ختم ہو گئے، کام نہیں ہو سکا تو اطمینان رکھے، اللہ پر یقین رکھے کہ اس میں میری بہتری ہوگی، اپنی طبیعت بہت چاہتی ہے مگر اللہ تعالی میرے نفع ونقصان کو مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں، اس طرح سوچنے سے ان شاء اللہ اطمینان ہو جائے گا، اگر دل کا رجحان کسی جانب نہ ہو تو صرف اسباب کے پیش نظر جو فیصلہ بھی کرے گا اس میں خیر ہوگی، خدانخواستہ اگر استخارہ کے بعد کوئی نقصان بھی ہو جائے تو عقیدہ رکھے کہ استخارہ کی برکت سے اللہ تعالی نے چھوٹے نقصان کے ذریعے کسی بڑے نقصان سے بچا لیا، استخارہ کی دعا میں دین کا ذکر پہلے ہے اور دنیا کا بعد میں، اس لیے کہ مسلمان کا اصل مقصد دین ہے، دنیا تو درحقیقت دین کے تابع ہے۔ (جاری ہے)